مہر کا فلسفہ اور اس کے احکام

تیسری اور آخری قسط

مولانا محمد شہاب الدین ندوی فرقانیہ اکیڈمی بنگلور

مہر میں جائداد دینے کا ثبوت:

مہر میں نقد روپیہ یا سونا چاندی یا کوئی جایداد وغیرہ بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ موجودہ دور کے ناگفتہ بہ حالات کے لحاظ سے عورت کے تحفظ کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ منکوحہ کے مہر میں کوئی غیر منقولہ جایداد دے دی جائے یا مہر کے رقم سے کوئی چیز خرید کر اس کے نام کر دی جائے۔ بعض حدیثوں کے مطابق مہر میں غیر منقولی جایداد دینے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۹ میں جس طلاق اور خلع کا تذکرہ موجود ہے اس کی تفسیر میں مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ایک صحابی (ثابت بن قیسؓ) نے اپنی بیوی حبیبہ بنت سہلؓ کو مہر میں ایک باغ دیا تھا۔ [1]

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ میں تمہارا نکاح فلاں عورت سے کر دوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے مطلوبہ عورت سے پوچھا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ میں تمہارا نکاح فلاں شخص سے کر دوں؟ خاتونِ مذکورہ نے بھی اثبات میں جواب دیا۔ تو آپ نے ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ صحابی مذکور نے عورت سے صحبت کر لی مگر انہوں نے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی پیشگی کوئی چیز دی تھی۔ صحابیٔ مذکور حدیبیہ میں شریک تھے اور خیبر میں بھی ان کا حصہ تھا۔ جب ان کی موت قریب آگئی تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح فلاں عورت سے کیا تھا اور میں نے اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی چیز دی تھی۔ لہٰذا اب میں تمہیں

گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے اس کے مہر میں اپنا وہ حصہ دے دیا جو مجھے خیبر میں ملا تو! ۔ تو اس عورت نے وہ حصہ لیا اور اسے ایک لاکھ درہم کے عوض میں فروخت کر دیا۔[2]

اس حدیث سے ضمناً یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرد اور عورت دونوں کی طرف سے وکیل ہو تو وہ دونوں کا نکاح ایک لفظ کے ذریعہ کر سکتا ہے۔ یعنی "میں نے تم دونوں کا نکاح کر دیا"۔ اس طرح ایجاب وقبول دونوں ایک لفظ کے ذریعہ ادا ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔

پورا مہر کب واجب ہوگا ؟ :

اگر کسی نے مہر مقرر کر کے عورت سے صحبت کرنے سے پہلے ہی خدانخواستہ کسی وجہ سے طلاق دے دی ہو تو اسے نصف مہر دینا پڑے گا لیکن اگر وہ صحبت کر لے یا منکوحہ سے تنہائی (خلوت) میں ملاقات کرلے تو پھر پورا مہر واجب ہو جائے گا، خواہ اس نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

عن سعيد بن المسيّب ان عمر بن الخطاب قضى في المرأة اذا تزوّجها الرجل انّه اذا ارخيت السّتور فقد وجب الصّداق :

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے عورت کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ جب اس سے کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور پھر پردے گرا دیئے جاتے ہیں تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔[3]

زُرقانیؒ نے تحریر کیا ہے کہ پردے گرا دینے سے مراد میاں بیوی کا تخلیہ میں ملنا ہے، اگرچہ اس موقع پر نہ تو پردے موجود ہوں اور نہ دروازہ بند کرنا۔[4]

قال عمر بن الخطّاب رضي الله عنه : اذا أرخيت الستور فقد وجب الصّداق والعدة :

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب پردے گرا دیئے جائیں تو پھر مہر اور عدت لازم ہو جاتے ہیں۔[5]

انّ عمر وعليّا رضي الله عنهما قالا : اذا اغلق بابا وارخى سترا فلها الصّداق كاملا وعليها العدّة :

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب (میاں بیوی پر) دروازہ بند کر لیا جائے اور پردہ چھوڑ دیا جائے تو پھر عورت کے لئے پورا مہر اور اس پر عدت ضروری ہے۔ ۷

قضاء الخلفاء الراشدین المھدیین انہ من اغلق بابًا وارخی سترًا فقد وجب الصداق والعدۃ؛

خلفائے راشدین کا فیصلہ تھا کہ جس نے دروازہ بند کر لیا اور پردہ لٹکا لیا تو مہر اور عدت دونوں واجب ہو گئے۔ ۸

عن زید بن ثابت فی الرجل یخلو بالمرأۃ فیقول لم امسّھا، وتقول قد مسّنی، فالقول قولھا؛

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو منکوحہ عورت سے تنہائی میں ملتا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا (صحبت نہیں کی) مگر عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھے ہاتھ لگایا ہے تو ایسی صورت میں عورت کا قول معتبر ہوگا۔ ۸

عن الزھری قال: اذا اغلقت الابواب وجب الصداق والعدۃ والمیراث،

امام زہریؒ نے فرمایا کہ جب دروازے بند کر دیئے جائیں تو مہر، عدت اور میراث واجب ہو جاتے ہیں۔ (یعنی عورت شوہر کی میراث میں حصہ دار بن جاتی ہے)۔ ۹

من کشف امرأۃ فنظر الی عورتھا فقد وجب الصداق؛ جس نے عورت کا کپڑا کھولا اور اس کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالی تو مہر واجب ہو گیا۔ ۱۰

من کشف خمار امرأۃ ونظر الیھا فقد وجب الصداق، دخل بھا اولم یدخل؛

جس نے عورت کی اوڑھنی اتاری اور اس کی طرف دیکھا تو مہر واجب ہو گیا خواہ مجامعت کرے یا نہ کرے۔ ۱۱

مہر ادا نہ کرنے کی نیت کرنے والا زانی؛

جیسا کہ تفصیل گزر چکی مہر عورت کا ایک شرعی حق ہے جو اس سے حصولِ لذت اور لطف اندوزی کے بدلے میں عائد ہوتا ہے۔ عورت چونکہ فطری و طبیعی اور جسمانی اعتبار سے ایک کمزور مخلوق ہے، جبکہ اس کے برعکس مرد کو قوی ہیکل اور طاقتور بنایا

گیا ہے۔ اس لئے فطری و طبیعی اعتبار سے مرد اور عورت کے اس فرق و تفاوت کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت نے عورت کے تحفظ کی خاطر مرد پر ایک قابل لحاظ مال فرض کیا ہے کہ وہ نکاح کے موقع پر عورت کو ادا کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں مردوں کو تاکید ہے کہ وہ نکاح مال کے ذریعہ حاصل کریں۔

ان تبتغوا باموالکم؛ تم اپنے مالوں کے بدلے میں طلب کرو۔ (نساء: ۲۴)

اور حدیثوں میں تاکید ہے کہ عورتوں سے لطفِ صحبت اپنے بہترین مالوں کے ذریعہ ہونا چاہیئے۔

استحلوا فروج النساء باطیب اموالکم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے بہترین مالوں کے ذریعہ حلال کرو۔ [۱۲]

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک عورت مرد کے لئے خداوند کریم کی جانب سے دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی تحفہ ہے۔ اس لئے اس قیمتی تحفے کے حصول کے لئے اس راہ میں بہتر سے بہتر "قیمت" بھی صرف کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ بات خداوند کریم کی ناشکری ہوگی۔ کیونکہ اس نے خدائے خلاق کے ایک "حسین تحفے" کی ناقدری کی ہے بلکہ اس کے احکام کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ لہذا وہ دوہری سزا کا مستحق ہوگا۔

بہرحال جو شخص قرآن اور حدیث کی ان تاکیدوں سے صرف نظر کرتے ہوئے مہر کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے یا سرے سے دینے کی نیت ہی نہیں رکھتا تو ایسا شخص شریعت کی نظر میں خدا کا نافرمان اور سخت گنہ گار ہی نہیں بلکہ وہ زانی کے حکم میں ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلیل و رسوا کرے گا۔ جیسا کہ مختلف حدیثوں میں ایسے شخص کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔

ایّما رجل اصدق امراۃً صداقاً واللہ یعلم انہ لا یرید اداءہ الیھا فغرّھا باللہ واستحلّ فرجھا بالباطل، لقی اللہ یوم القیامۃ وھو زانٍ۔ وایّما رجلٍ ادان من رجلٍ دیناً واللہ یعلم منہ انہ لا یرید اداءہ الیہ، فغرّہ باللہ واستحلّ مالہ لقی اللہ عزّ وجلّ یوم یلقاہ وھو سارقٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت کا مہر مقرر کیا اس حال میں کہ اللہ اسے بخوبی جانتا ہے کہ اس کی نیت ادا کرنے کی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اللہ کو دھوکا

دیتا ہے اور اس عورت کی شرمگاہ کو ناحق حلال کرتا ہے تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے ایک زانی کے روپ میں حاضر ہوگا۔ اسی طرح جس نے کسی دوسرے شخص سے کچھ ادھار لیا اس حال میں کہ اللہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کا ارادہ اس قرض کی ادائیگی کا نہیں ہے تو وہ اللہ کے ساتھ دھوکا کرتا ہے اور اس شخص کے مال کو ناجائز طریقے سے حلال قرار دیتا ہے۔ تو ایسا شخص قیامت کے دن اللہ سے ایک چور کے روپ میں ملے گا۔[۳]

ما من رجل ینکح امرأۃ بصداق، ولیس فی نفسہ ان یؤدیہ الیھا، الا کان عند اللہ زانیاً۔ وما من رجل یشتری من رجل بیعاً، ولیس فی نفسہ ان یؤدیہ الا کان عند اللہ خائناً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے کچھ مہر کے عوض نکاح کرتا ہے لیکن اس کی نیت اسے ادا کرنے کی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کے نزدیک زانی شمار کیا جائے گا۔ اور جو شخص کسی دوسرے شخص سے کوئی چیز (ادھار) خریدتا ہے مگر اس کی نیت (رقم) ادا کرنے کی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کے نزدیک خیانت کرنے والا ہوگا۔[۴]

ایما رجل تزوج امرأۃ علی صداق، وھو یرید ان لا یعطیھا فھو زان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے کچھ مہر کے بدلے نکاح کرتا ہے مگر وہ اسے ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ زانی ہے۔[۵]

ایما رجل تزوج امرأۃ علی ما قلّ من المھر او کثر، لیس فی نفسہ ان یؤدی الیھا حقھا خدعھا، فمات ولم یؤدھا الیھا حقھا لقی اللہ یوم القیامۃ وھو زان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا۔ چاہے کم مہر پہ ہو یا زیادہ پر، اور اس کے دل میں اس کی ادائیگی کا خیال نہ ہو تو اس نے اس عورت کو دھوکا دیا۔ اور اگر وہ اسے ادا کئے بغیر مرگیا تو وہ اللہ کے سامنے زانی بن کر حاضر ہوگا۔[۶]

اس سلسلے میں مردوں کا ایک بہت بڑا معاشرتی وسماجی جرم عام ہے کہ بعض لوگ کسی عورت سے بیاہ کرنے کے بعد اس کے ساتھ چند دن تک گلچھرے اڑا کر اسے ایک مسلی ہوئی کلی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ یا اسے طلاق دے کر اس کا مہر تک ہضم کر جاتے ہیں۔ تو ایسے عیاش اور بدکار لوگوں کے بارے میں بھی سخت وعید آئی ہے اور اس قسم کے عمل

کو بہت بڑا سماجی گناہ بتایا گیا ہے۔

ان اعظم الذنوب عند الله رجل تزوج امرأة، فلما قضى حاجته منها طلقها و ذهب بمهرها!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک عظیم ترین گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے جب اپنی ضرورت پوری کرلے تو اسے طلاق دیکر اس کا مہر چٹ کر جائے۔ ۶؎

مہر کے موجودہ طریقوں میں اصلاح ضروری!

خلاصۂ بحث یہ کہ معاہدۂ نکاح کے ذریعہ ایک عورت اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے مرد کے سپرد کر دیتی ہے اور اس کے ماتحت اور زیر دست رہ کر اپنے آپ کو شوہر اور بچوں کے لئے وقف کر دیتی ہے۔ اگرچہ ایک حیثیت سے وہ اپنے گھر کی "ملکہ" ضرور ہے، کیونکہ مرد کے حقوق کی طرح اس کے بھی حقوق ہیں، مگر وہ مرد کی ماتحت ہونے کی وجہ سے بہت بڑی حد تک اس کی "خادمہ" ہے۔ لہٰذا اس کے حقوق کے تحفظ کے لئے اسلام نے ایک قابل لحاظ رقم اس کی خدمات کے صلہ کے طور پر مرد پر واجب قرار دی ہے، جسے ادا کرنا اس کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے۔ اگر وہ عورت کے اس حق کو دنیا میں ادا نہیں کرتا تو اسے آخرت میں ادا کرنا پڑے گا، جو اس کے لیے بہت مہنگا ثابت ہوگا۔ اس لیے مردوں کے لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مہر دنیا ہی میں ادا کر دیں۔

موجودہ دور کی کوتاہیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد عمر بھر مہر ادا کرنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ مگر مرنے کے بعد عورت کا مہر اس کے ترکے میں سے دلایا جاتا ہے، بشرطیکہ وہ کچھ چھوڑ کر مرا ہو اور اس کے وارثین بیوہ کا مہر خوش دلی اور انصاف کے ساتھ دیدیں۔ ورنہ اگر وہ مفلس اور قلاش ہو کر دنیا سے رخصت ہوا ہے تو وہ ایک قرضدار کی حیثیت سے ایک بہت بڑا بوجھ اپنے سر پر اٹھائے ہوئے مرتا ہے، جو قیامت کے دن واجب الادا ہوگا۔

چنانچہ ایک حدیث صحیح میں مذکور ہے :

لتؤدن الحقوق الیٰ اھلھا یوم القیامۃ۔ حتیٰ یقاد للشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حقوق ضرور ادا کروگے ۔ یہاں تک کہ ایک بے سینگ بکری کے لئے سینگ دار بکری کو لایا جائے گا (اور اس سے بے سینگ والی بکری کا حق دلایا جائے گا)۔ [۱۸]

علامہ ابن تیمیہؒ نے تحریر کیا ہے کہ بعض اہل جفا اور ریاکار لوگ محض فخر و ریاکاری اور دکھاوے کی خاطر لمبے چوڑے مہر باندھ لیتے ہیں ۔ مگر وہ شوہر سے مہر لینے کا ارادہ ہی نہیں رکھتے اور نہ شوہر ہی انہیں کچھ دینے کی نیت رکھتا ہے ۔ تو یہ بات سخت قبیح اور منکر درجے کی ہے جو سنت کے مخالف اور شریعت سے خارج ہے ۔ [۱۹]

چنانچہ آجکل اس کا رواج عام ہوگیا ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنی لڑکیوں کے مہر شوہر کی مالی و اقتصادی حیثیت سے بے انتہا زیادہ باندھتے ہیں ۔ اور اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلاق کی کبھی نوبت ہی نہ آنے پائے ۔ مگر اس کی وجہ سے ایک دوسری خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر میاں بیوی میں کسی وجہ سے ناچاقی پیدا ہو جائے اور دونوں میں نباہ نہ ہو سکے تو ایسا شخص بیوی کے حقوق معطل کر کے اسے لٹکا کر رکھ دیتا ہے ۔ اس طرح نہ تو طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ وہ بیوی ہی بن کر رہتی ہے ۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر بیوی اس مصیبت سے چھٹکارا چاہتی ہو تو اسے مجبوراً خود ہی خلع کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے گراں قدر مہر سے دستبردار ہونا پڑے گا ۔ یا پھر اسی حالت میں اسے گھٹ گھٹ کر مرنا پڑے گا ۔

غرض اس طرح مہر میں بے انتہا زیادتی بسا اوقات خود عورت کے گلے کا پھندا ثابت ہو سکتی ہے ۔ اور ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں ، جن کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتیں اس "گراں قدری" کے باعث مصائب میں مبتلا ہیں ۔ اس وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت کے لحاظ سے وہ عورتیں عظیم تر ہیں جو "بوجھ" کے لحاظ سے ہلکی ہوں ۔

اس معنی کی متعدد حدیثیں پچھلے صفحات میں گذر چکی ہیں۔

ان تمام اعتبارات سے بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے مہر میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ اور جہاں تک ہو سکے مہر یا تو نکاح کے وقت پیشگی ادا کر دیا جائے یا کچھ مدت مقرر کر کے اس کے اندر اندر دے دیا جائے۔ مگر پھر بھی مہر کا کچھ حصہ نکاح کے وقت یا شب زفاف سے پہلے دے دینا اچھا اور مسنون ہے۔

حواشی

۱۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر ۲/۲۸۰، تفسیر قرطبی ۳/۱۴۱۔

۲۔ ابوداؤد کتاب النکاح: ۲/۵۹۰، مستدرک حاکم: ۲/۱۸۲۔

۳۔ موطا امام مالک: ۲/۵۲۸، مطبوعہ مصر۔

۴۔ شرح الزرقانی علی موطا امام مالک: ۲/۱۳۴، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت۔

۵۔ سنن سعید بن منصور: ۱/۱۹۱۔ ۶۔ سنن کبریٰ: ۷/۲۵۵۔

۷۔ سنن سعید بن منصور ۱/۱۹۲، سنن کبریٰ ۷/۲۵۵، مصنف عبدالرزاق ۶/۲۸۸۔

۸۔ سنن سعید بن منصور: ۱/۱۹۲۔ ۹۔ معنف عبدالرزاق کتاب النکاح: ۶/۲۸۵۔

۱۰۔ بیہقی، منقول از کنز العمال: ۱۶/۳۲۳۔ ۱۱۔ سنن دارقطنی کتاب النکاح: ۳/۳۰۷۔

۱۲۔ رواہ ابوداؤد فی مراسیلہ: کنز العمال ۱۶/۳۲۰۔

۱۳۔ مسند احمد ۴/۳۳۲، سنن کبریٰ ۶/۲۴۲، رواہ احمد والطبرانی: مجمع الزوائد ۴/۲۸۴، ورواہ البیہقی فی شعب الایمان: کنز العمال ۱۶/۳۲۳۔

۱۴۔ مصنف عبدالرزاق کتاب النکاح: ۶/۱۸۵۔ ۱۵۔ سنن کبریٰ: ۷/۲۳۱، ورواہ البزار: مجمع الزوائد ۴/۲۸۴۔

۱۶۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط و رجالہ ثقات: مجمع الزوائد ۴/۲۸۴۔

۱۷۔ مستدرک حاکم کتاب النکاح ۲/۱۸۲، سنن کبریٰ: ۷/۲۴۱۔

۱۸۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ ۴/۱۹۹۷، ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ ۴/۶۱۲، سنن کبریٰ کتاب الغصب ۶/۹۳، مسند احمد ۲/۲۳۵، ۱۹۔ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۲/۱۹۳، مطبوعہ ریاض۔